—۲—

زمانے کے تغیر سے احکام میں تغیر

''اس بات پر تمام ہی فقہا متفق ہیں کہ ماحول کی تبدیلی اور اخلاق کی خرابی کی بنا پر وہی احکام تبدیل ہوتے ہیں، جن کی بنیاد قیاس و اجتہاداور مصلحت پر ہے - رہے وہ اصولی احکام جن پر شریعت کی بنیاد قائم ہے اور جن کی بنیاد کومضبوط کرنے ہی کے لئے اوامر و نواہی کا ورود ہوا ہے - مثلاً محرمات‌شرعیہ سے نکاح یا معاملات میں تراضی' اور انسان کا معاملہ کرنے کے بعد اس کا پابند ہوجانا، اور بغیر عقد کے جو نقصان ہو' اس کا تاوان' اپنے اقرار کا اپنے ہی اوپر نافذ ہونا' تکلیف دہ چیزوں کو ہٹانا اور جرائم کا انسداد کرنا ، ان ذرائع کو بند کرنا جو معاشرہ میں فساد پیدا کرنے والے ہیں' حقوق کا تحفظ' ہر شخص کا اپنے عمل اور اپنی غلطی کا ذمہ دار ہونا' دوسرے کی غلطی کا ذمہ دار نہ ہونا وغیرہ بے شمار احکام ہیں' جن کا قیام' اور جو (امور) ان سے مزاحم ہیں' ان کا مقابلہ کرنا شریعت کا مقصد اولین ہے' تو ایسے تمام بنیادی احکام حالات کی تبدیلی سے نہیں بدل سکتے بلکہ یہی اصولی احکام ہیں جن کو معاشرہ کی اصلاح کے لئے شریعت نے پیش کیا ہے ' البتہ ان کے نفاذ کے وسائل اور حالات پر ان کے انطباق کی صورتیں زمانہ اور ماحول کی تبدیلی سے ضرور بدلتی رہتی ہیں، مثلاً حقوق کے تحفظ کا ذریعہ عدالت ہے جن میں فیصلہ کا مدار تنہا ایک منصف یا جج کی رائے پر ہوتا ہے ' اور اس کا فیصلہ بالکل قطعی ہوتا ہے - لیکن یہ ممکن ہے کہ زمانے کے حالات و مصالح اور برائیوں کے انسداد میں غایت احتیاط کی وجہ سے یہ فیصلے جیوری کے سپرد کردیئے جائیں اور عدالت کے مختلف درجے بنادئے جائیں' جیسا کہ آج کل ہے -

زمانہ کی تبدیلی سے تبدیل ہونے والے احکام شریعت جب زمانے کے بدلنے سے بدلتے ہیں تو حقیقت میں ان میں ایک ہی* شرعی اصول کار فرما ہوتا ہے ' اور وہ ہے احقاق' جلب مصالح اور مفاسد کا انسداد اور احکام اسلامی جب ہی تبدیل ہوتے ہیں، جب وہ وسائل اور انداز بدل جاتے ہیں' جن سے شریعت کا مقصد حاصل ہو رہا تھا' اور ان وسائل' نہج اور طریقہ کی تحدید عموماً شریعت

اس لئے نہیں کرتی کہ ہر زمانہ میں جو وسائل اور طریقے اس زمانہ کے معاشرہ کے لئے زیادہ مفید اور بہتر نتائج پیدا کرنے والے ہوں ان کو اختیار کیا جاسکے ۔

عام طور پر حالات کے تغیر کے دو عامل ہوتے ہیں، ایک معاشرہ کا اخلاقی بگاڑ اور دوسرے طور و طریق کی تبدیلی ۔

(۱) یعنی فقہ اسلامی کے اجتہادی احکام میں تبدیلی کا سبب کبھی اخلاقی بگاڑ، ورع و احتیاط کی کمی اور برائی سے روکنے والے عوامل کی کمزوری ہوتی ہے، اور اسی کو فقہاء فسادالزمان کہتے ہیں ۔

(۲) اور کبھی احکام میں یہ تغیر سوسائٹی کے نئے نئے طریقے اور زمانہ کے نئے نئے وسائل کی بنا پر مفید قوانین کے اضافہ اور انتظامی اور اقتصادی ڈھانچے کے بدلنے کی وجہ سے ہوتا ہے ۔ فساد زمانہ کی طرح یہ صورت بھی اس سے پہلے کے اجتہادی احکام کی تبدیلی کا سبب ہوتی ہے، اس لئے کہ جب وہ احکام زمانہ کا ساتھ نہیں دے سکتے، تو وہ گویا بالکل بیکار ہوگئے، اور شریعت میں بیکار چیزوں کی گنجائش نہیں ہے ۔ لا عبث فی الشریعہ" ۔

ان مذکورۂ بالا اور اس طرح کی دوسری مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ زمانہ کے بدلنے سے احکام کے بدل جانے والے مسئلہ کو نظریۂ عرف کا چربہ نہ سمجھنا چاھئے، جیسا کہ بعض لوگوں نے سمجھا ہے ۔ بلکہ اس کا تعلق مصالح مرسلہ سے ہے، اس لئے کہ دینی معاملات میں سستی، عادتوں کا بگاڑ، احتیاط کی کمی، حرص کی زیادتی اور نئے نئے معاملات کا تعلق ان اعراف سے نہیں ہے، جنھیں لوگ رواج دے لیتے ہیں اور اس کے مطابق اخلاق و معاملات میں برتاؤ کرتے ہیں، بلکہ یہ یا تو نتیجہ ہوتے ہیں اخلاقی انحطاط کا، جو جذبہ امانت و دیانت کو کمزور کردیتا ہے، یا پھر زمانہ کے تنظیمی وسائل کے اختلاف کے نتیجہ میں یہ صورت پیدا ہوتی ہے اور یہ چیز ان احکام کو جو جدید تقاضوں اور گذشتہ ماحول سے مختلف ماحول میں پیدا ہوتے ہیں، موجودہ دور میں مقصد شریعت تک لے جانے کے قابل نہیں رکھتی، اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ ان احکام میں ایسی تبدیلی کی جائے جو جدید حالات کے مطابق بن سکیں اور شریعت کا مقصد بھی پورا ہوجائے، اس کی مثال بادبانی کشتی کی سی ہے جو

شمالی ہوا میں ایک خاص رخ کو جاتی ہے، اور اسی لحاظ سے اس کا بادبان باندھا جاتا ہے، اب اگر ہوا کا رخ بدل جائے تو ضروری ہوجاتا ہے کہ کشتی کے بادبان کو ہوا کے مطابق اس طرح لگایا جائے کہ وہ منزل مقصود تک پہنچ جائے، اگر ایسا نہ کیا گیا تو کشتی یا تو غلط رخ پر پڑجائے گی یا پھر رک جائے گی، علامہ ابن عابدین اپنے رسالہ نشرالعرف میں لکھتے ہیں:

''بہت سے احکام زمانہ کے بدلنے سے بدل جاتے ہیں' یعنی یہ تبدیلی یا تو عرف کے بدلنے سے ہوتی ہے یا کسی نئی ضرورت کے پیدا ہونے سے' یا پھر زمانہ کے فساد و بگاڑ کی وجہ سے اس طرح پر کہ اگر وہی پہلا حکم باقی رہے تو اس سے مشقت لازم آئے گی' اور لوگوں کو نقصان اٹھانا پڑے گا اور شریعت کے ان قواعد کی مخالفت بھی لازم آئے گی جو تخفیف، آسانی، اور دفع مضرت و فساد کے سلسلہ میں وارد ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ مشائخ نے اپنے مسلک کے مجتہدین کی تصریحات سے بہت سے مواقع پر اس بنیاد پر اختلاف کیا ہے۔''

علامہ قرافی فروق میں لکھتے ہیں:

''منقولات (یعنی فتاوی) پر ہمیشہ جمے رہنا دینی گمراہی ہے اور علمائے اسلام اور اسلاف کے مقاصد سے بے خبری ہے۔''

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اعلام المؤقعین میں فصل تغیرالفتاوی کے تحت لکھتے ہیں:-

''یہ فصل عظیم نفع پر مشتمل ہے، اور اس کے نہ جاننے کی وجہ سے شریعت کے بارے میں ایسی عظیم غلطی ہوتی ہے جو حرج و مشقت کا سبب اور تکلیف مالا یطاق کا وسیلہ بن جاتی ہے، حالانکہ یہ بات معلوم ہے کہ شریعت باہرہ جو مصالح کا بہترین مجموعہ ہے، اس میں اس طرح کی باتیں نہیں آسکتیں کیونکہ شریعت کی بنیاد و اساس بندوں کے معاش و معاد کے بہترین مصالح پر ہے۔ شریعت سراپا عدل، سراپا رحمت، مصالح کا مجموعہ اور سرتا سر عدل

ہے ، ہر مسئلہ جو عدل کے بجائے ظلم ، رحمت کے بجائے زحمت اور مصلحت کے بجائے مفسدہ کا سبب بن جائے یا حکمت کے بجائے عبث بن جائے اس سے شریعت کا کوئی تعلق نہیں ہے ، اگرچہ تاویل کے ذریعہ اس میں داخل ہی کیوں نہ کر دیا گیا ہو‘‘۔

انتخاب از :

’’فساد زمانہ اور عموم بلوی‘‘ ، مجیب اللہ ندوی ، ’’معارف‘‘ ستمبر ۱۹٦۴ء